رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO. A.783



قیمت فی پرچہ

مفید نہ ہو تو قیمت واپس

لقب یاقوتی / جوہر ...

بہار ہو جاتی ہے خزاں کہتی ہے آنے کو
جوانی روٹھی جاتی ہے کیسے مجبوں ... کو

ایسی حالت میں یہ گولیاں ... اور خود اختیاری لطف شباب ... [illegible]

[illegible]

روغن لاثانی

لطف سے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

یہ روغن حقیقۃً حامل لطف شباب ہے ایک ہی مرتبہ کے استعمال کرنے سے وہ لطف ... دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی ... مطلوب کو طالب ... [illegible]

طلاء عجیب

... جو اوائل شباب کی ... [illegible] ... شخص میں بھی دوبارہ شباب کا لطف پیدا کرکے وہ قوت پیدا کر دیتا ہے کہ انسان ... [illegible]

حضرات خالی نہ جاویں گے۔

طلسمی گولیاں

[illegible]

دواخانہ ... العلاج لکھنؤ

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس

طلاء ممسک

ایک ہی رات میں ... [illegible]

روغن ملذذ

[illegible]

جوہر ممسک

[illegible]

نوٹ

[illegible]

عین الشفا میڈیکل ہال لکھنؤ

گولی جیسر خی (رجسٹرڈ)

یہ گولیاں ... [illegible]

اکسیر حیران

[illegible]

طلائے نادر

[illegible]

دواخانہ مجرب المجربات متصل ... لکھنؤ

سفوف مراد (رجسٹرڈ)

ہر قسم کی نامردی، کمزوری، سستی اور جریان کا بہترین علاج

[illegible]

طلائے ...

[illegible]

جوہر حیرت

[illegible]

روغن ...

[illegible]

جوشاندہ ...

[illegible]

اکسیر ...

[illegible]

سفائیٹ پوڈر

[illegible]

سفوف مراد اور جوہر ... [illegible]

تاجر ... [illegible]

جلد ۱۲ نمبر ۱۶

مضامین غیر

(۲۹ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء)

دو چٹھی

(۱) بنام مہاراجہ نابہ ناہر سنگھ نصر اللہ خان صاحب۔

(۲) بنام پنڈت شیخ ستیہ دیو ناصر الدین صاحب۔

ان خطوط کی تحریر شروع کرتے وقت ان کو لکھ کر کہنا لگا کہ مسلمان ہوتے ہوتے اکتا جائینگے خصوصاً وہ جہاں جہاں ترکیبوں کو ترقی مذہب کا سبب خیال کرتا ہے۔ مگر جناب (ایجانب) میں سعد اللہ کی بات کہ دین میں سے اتر جانے کی پروا نہیں کرتے۔ آجکل جو روش اخباروں کا تذکرہ ون نے عوام الناس کو گھبرا دینے اور ہیجان میں لانے کا اختیار کیا ہے وہ نہایت مضحک ہے۔ اگر مسلمان شریعت اسلام پر راستی کے ساتھ چلنے کا دعوی کرتے ہیں تو دوسرے مذہب کے ساتھ دل لگی بازی نہ کرنی چاہیے۔

نمبر (۱)

جناب راجہ صاحب۔ آداب عرض ہے۔ کچھ دنوں قبل ان لوگوں نے جنہیں چندیں شکل پرائے اکل کے لیے دعوت اسلام کا پیشہ پسند آیا ہے اخباری کالموں میں ہڑ بجانا شروع کیا کہ ایک والی ریاست مع مہاتما کئی کروڑ برادری والوں کے ساتھ بتصدق مبلغین اسلام مسلمان ہو گیا۔ مقدس مجرمے زمانہ حال و ماضی کی قید سے اپنی خبر کو آزاد رکھا۔ لیکن خبر کی اہمیت نے دوسرے گروہ میں تلاطم اور مسلمانوں کے گروہ میں اعجاز مبلغین کی عقیدت پیدا کر دی۔ ایک طرف سے صدا آئی "جھوٹ ہے جھوٹ ہے" یہاں کوئی والی ریاست اس نام کا نہیں۔ اس نام کی ریاست بھی مشتبہ ہے۔ دوسری جانب سے ہم بلند ہوا کہ ہم سچ کہتے ہیں اتنی بڑی خبر جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ بادہ مکلمن کو آرسی کیا ہے۔ نائی سے کہا سر پر بال کتنے ہیں اوسنے کہا ابھی ہی گھبرائیے نہیں سامنے ہی آئے جاتے ہیں۔ غرض اس خبر نے کہیں نالہ و فغاں بلند کرائیں۔ کہیں شادیانے بجوائے۔ اخبار پڑھنے والوں کو صدق اور کذب کا پتا کسی طرح نہ لگا اور سب

باطل است انچہ مدعی گوید

پر بات ٹلتی رہی۔ جن لوگوں کے دل ایسی باتوں سے جلدی متاثر ہو جاتے ہیں وہ کھوج لگاتے رہے۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ کوئی نو مسلم نہیں ہیں جو قصائی کی دوکان کا پتہ آپ سے نہ چھوٹے بلکہ صدہا سال سے آپ کے بزرگ مسلمان ہیں۔ اور آپ خود پیدائشی کباب خوار ہیں۔ ان آپ نے آجتک نام اس دنیا میں مشہور نہ ہونے دیا نہ کبھی تبلیغ کی جانب رخ کیا نہ مذہبی انجمنوں کو پاس پھٹکنے دیا۔ آپ کا نام نظر بد سے محفوظ رہنے کے لیے پردہ میں پرورش پاتا رہا۔ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو بتائیے کہ آپ نے کیوں اپنے دھوم دھامی استقبال سے پہلے اعلان نہ فرمایا کہ جناب نیاز مند ما بدولت کا اسلام آجکل کی جمعیت تبلیغ اور اجرتی مبلغین کے خدمات کا احسان مند نہیں وہ تو مدت سے مسلمان ہے اسلام کے نام پر بیعت لے چکا۔ اور اگر فی الواقع ایسا نہیں بلکہ آپ نئے مسلمان ہیں اور ڈیڑھ لاکھ تعداد کی چھوٹی سی برادری سمیت آپ ناہر سنگھ سے نصر اللہ خان ہوئے اور تبلیغ حال کے اثر سے مسلمان بنے تب بھی یہ اعلان کر دینا لازم تھا کہ آج سے ہم نے قالین پر بیٹھنے اور موہن بھوگ پر پلاؤ کو ترجیح دی۔ کیا معنی کہ جو شخص اسلام کی سچائی دیکھ کر مسلمان ہوا ہے اوسے ڈھول ڈھمکا اور گھمنڈ بانٹنے جیسی محض آنی سی طبیعت بدل سے وقتی شہرت ہوا جاتا ہوں ہرگز اختیار نہ کرنی چاہیے۔ اگر یہ سلسلہ شروع ہو گیا تو صدہا سال کے پرانے مسلمان انہیں اجرتی مبلغین کی فہرست تبلیغ میں لکھے جائینگے۔ اس غوغا کا نتیجہ سوا مضامین خائن کے اور کچھ نہ ہوگا۔ چند مفت خوروں کا پیٹ ضرور بھر جائیگا مگر تمام ملکی امور مختل اور معطل ہو جائینگے۔ آجتک ہزاروں ہندو مسلمان اور ہزاروں ہندوستانی عیسائی ہوئے مگر یہ خواہ مخواہ تعصب بڑھانے والا دھوم دھڑکا کبھی نہیں ہوا۔ ابھی مذہب بدلنے میں کوئی دیر نہیں لگتی ہاں مسلمان ہونے میں تھوڑی سی زحمت البتہ ضرور ہوتی ہے یعنی نائی کے ہاتھوں قلم مردی پر قطر رکھوانا اور چند روز دھینگا ابھیلا کے چلنا۔ تو وہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر لڑکپن میں یہ ضروری رسم ادا کی جاتی ہے تو فقط خرچ اشخاص دھوم دھڑکا کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا اتفاق نہیں آیا کسی بوڑھے مسلمان کی مسلمانی یا اعلان مسلمانی میں یہ ہنگامہ ہوتے آجتک نہیں دیکھا کہ ہزاروں آدمی بڑھ چلے ہیں۔ تالیاں پٹیں۔ اسٹیشنوں پر اودھم ہو۔ سڑکوں پر شور مچے کچھ لوگ کھسیانے ہوں اور مسلمانی کی ضد میں بڑی مسلمانوں کی بوٹیاں نوچ کے سارے جسم کا ختنہ کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ مسلمانی اور خون مسلمانی خوب چھپے۔ ایک مسلمان ہوا اور پانچ کا نام مردم شماری کے رجسٹر سے کٹے۔ یا کالے پانی کی آبادی بڑھے اور یہاں کی آبادی گھٹے۔ مذہب اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے۔ اعتقاد کے معنی دل میں بات کھینچنے کے ہیں دل میں جو بات کھب جاتی ہے زبان سے اوسکا کہنا ضروری نہیں ہے۔ مگر حالی مبلغین نے تین چار سو برس کے بعد جو فائدہ آپ کے اسلام کو عرض بازار کر کے حاصل کیا ہے اوس سے نہ اسلام کو تعلق ہے نہ مسلمانوں کو۔ آئندہ آپ کو اپنے فعل کا اختیار ہے۔ چاہے اپنی شہرت کے لیے خیرات مسلمانی سے اُن چند نفوس کو مستفید ہونے دیں یا ملکی فوائد و اغراض کا لحاظ رکھیں۔ وہ روبہ اختیار کیجیے تو اچھا ہے جو ریاکاری اور طمع سے نفس کو بچائے۔ اور آپ کو دیکھ کے دوسروں کو شوق تلاش راہ راست ہو آپ ایسے ہاتھوں میں پھنسے ہیں جو آپ کے اسلام کو بھیک کا ٹھیکرا بنانے والے ہیں فقط

نمبر ۲

اجی جناب شیخ صاحب۔ سلام مسنون۔

مذہب نہ پوشاک ہے کہ ہفتہ بھر کے بعد بدل ڈالیں نہ سانپ کی کینچلی ہے کہ سال بھر کے بعد خود ہی خول کی طرح اوتر جائے یہ تو بہ راسخ الخیال اشخاص کا عقیدہ۔ لیکن مدعی گوید کہ بے وضو نماز نہ شود

بارہا من کردم و شد بدو جنکا [illegible] ہے وہ اسکی پروا نہین کرتے - چنانچہ آپ نے بھی آج سے سترہ سال پہلے ایک کیچلی جھاڑی تھی اور سترہ سال بعد دوسری کیچلی جھاڑی جو شخص فطرةً (جسم کا) مسلمان ہے اور سے ترک اسلام سے پیشتر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ (نعضا کا ذکر نہین) قرآن کی اس بارے مین کیا راے ہے - وہ فرماتا ہے کہ مرتد فطری کی توبہ خدا کے نزدیک مقبول ہو تو ہو بندون کے نزدیک قابل قبول نہین - ہے بھی یہی - اس سے اعتبار جاتا رہتا ہے کتابون مین کوئی ایسے طلاق کی قسم نہین جسمین سترہ سال کی عدت ہو - دوسرے جب بی صاحبہ راضی ہون تو رجوع کیونکر سکن ہے - پھر بھی کچھ ہرج نہین آپ اپنی مرضی کے مالک ہین - مگر آپ نے جو تقریر ایک بڑے مجمع کے سامنے فرمائی وہ ہے وہم بریدہ - اسلام کی خوبیان ظاہر کرنے سے زیادہ قابل اظہار وہ اسباب علل و حقایق تھے جنہون نے آپکو شیخ سے پنڈت بن جانے پر مجبور کیا - لوگون کا خیال ہے کہ جب آپ مسلمان تھے تو کس بیری کے عالم مین تھے آپ نے شہرت و دیگر اغراض سے دفعتہً اسلام سے منہ موڑا دولتی جھاڑ کے کھونٹے سمیت سماج کی اولی - وہان جب تک آپ جو ہر فرو ہے اور سوقت تک کوئی ایسی وجہ پیدا نہین ہوئی جو اسلام کی مقبول ہوئی حقیقت آپ کو یاد آجاتی - سترہ برس کی لمبی مدت مین سیکڑون ستیہ دیو بن گئے اور آئینہ خانہ مین سیکڑون اپنی صورت نے آپکو نظر آنے لگے - آپ نے دیکھ کے گھبرائے - مسلمانان صرف اپنی تعداد بڑھانا چاہتے ہین عقل و مذہب [illegible]

ضرورت سے غافل ہین - اور انہین تعداد بڑھانے کا ہوکا ہوا - آپ کو پرانی شداے مقبولیت کی بھوک لگی - جب کوئی زنجیر فولادی تو نہین جو توڑنے سے نہ ٹوٹے - وہ تو کچا سوت ہے ٹوٹ گیا تو سانٹھ لگا کے گرہ دیدی - چلیے فرصت شد - ٹوٹنے مین وہ آواز نہ ہوئی تھی جو جوڑنے مین ہوئی -

یہہ دھوم دھام یہہ چھیڑ چھاڑ تھا اگرچہ ہمین مذاق مزاج حضرت ہے لیکن واضح رہے کہ جب چند روز کیا وجہ کہ یہان بھی القدر رکھے ایک آئینہ خانہ پہلے سے موجود ہے سے

آؤ آئینہ خانہ مین تمکو
سودکھا دین تمہاری رنگ

تبدیل کا پیشہ کثیر المنفعت پیشہ نہین ہے یہہ تجارت ایک آدھ گھر کے سوا کسی کو زیادہ راس نہین آئی -

اسکے علاوہ جب کہ سیداہ برس کے مسلمان نو مسلم بنا کے فہرست لمبی چوڑی کیجا رہی ہے تو انکشاف کے بعد یقیناً سانکو گجریگی - دھوکے دھڑی کا بھانڈ پھوٹیگا - ایک مچھلی سارا تالاب گندا کرتی ہے یہان تو رنگ ماہی کے چلتون صد ہا شرابندی مچھلیان ہین - لہذا براہ نوازش یہہ تو بتائیے کہ آئندہ کب تک شیخ سے پنڈت بننے کا ارادہ ہے - آج نہین تو اوسوقت بتا دیجیے گا جب مختلف مقامات سے الغرض اظہار حق و حقیقت اسلام آپکی دعوتون کی تیرہ بیجا اور تعصبی کا رنگ اختیار کرنے لگے - حضرت! اپنے خدا کو مان کے یہہ نہ سمجھیے گا کہ ہمین نفس تبلیغ مذہب (خواہ وہ کوئی مذہب ہو) اختلاف ہے - حق کا پیام دینا واجب ہے مگر ایسی مکروہ صورت سے نہین جسمین ریب و ریا و نمائش و فساد کا شایبہ ہو اور جسے دیکھ کے اہل عقل بدظن ہون واللہ باللہ جو آپ سے ہماری جانب سے ایسی بدگمانی اختیار کی تو ہمین روشیون کو ترس جائیے گا دخل در معقولین -

راقم ------



پولیٹیکل لیڈری کے مشتاق و ریڈیکل بنچے مسرور ہے - مذہبی بازار گرم ہے - لیس ہپ گنم؟

جناب اس کا تحریر فرمائیے بجا قوم ہے یا کہ اقوام ہے؟

محقق فن جناب مولانا پنچ زاد اللہ کمالہ

اکثر حضرات جب کسی قوم کے چند افراد کی ذات لکھتے ہیں تو قوم کے بجائے اقوام رقم فرمایا کرتے ہیں۔ مثلاً زید۔ بکر۔ عمرو اقوام مسلمان یا رام۔ کرشن۔ گوپال وغیرہ اقوام برہمن۔

میرے محترم ایک وکیل صاحب اس طرز تحریر کے متعلق معترض ہو کے اوسے غلط قرار دیتے ہیں۔ اونکا فرمانا ہے کہ جب ایک ہی ذات کے متعدد آدمی ہوں تو انکے نام کے آگے اقوام کے بجائے قوم ہی لکھنا صحیح متصور ہوگا۔ مثلاً غنی۔ عثمان۔ غوث قوم مسلمان۔

اونکا ارشاد ہے کہ جب ایک ہی قوم کے سب آدمی ہیں تو اونکی قوم بھی ایک ہی ہوگی۔ ایسی حالت میں اونھیں اقوام لکھنا یا سمجھنا سراسر لغو و بے معنی ہے۔ ہاں اگر مختلف قوموں کا ذکر ہو تو اونکے لیے اقوام کہنا یا لکھنا بجا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

وکیل صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس بات کا ممکن ہے کہ ہمارا خیال غلطی پر ہو۔ مگر تاوقتیکہ وہ غلطی ہم کو بالکل ثابت نہ کر دی جاوے اوس وقت ہم غلط ماننے کے لیے تیار نہیں۔

ایک روز میرے سامنے بھی یہ مسئلہ پیش ہوا۔ وکیل صاحب موصوف کی رائے کے موافق و مخالف بھی بہت سی رائیں تھیں۔ آخر کار میں نے جملہ صاحبان کو یہ مشورہ دیا کہ اسکی نسبت آپ سے استفسار کرکے اپنا اپنا اطمینان کر لیا جائے۔ چنانچہ جملہ اصحاب نے میری اس تجویز سے اتفاق کیا اور میری ہی ذریعہ سے یہ عریضہ نیاز ارسال خدمت کیا گیا۔ براہ بندہ نوازی قوم اور اقوام کے طرز مندرجہ صدر کی بابت صحیح یا غلط ہونے کے بارہ میں اپنا فیصلہ ناطق صادر فرمائیے

راقم شیر سنگھ شمیم از مقام گوندی

پنچ۔ عربی میں قوم کے لغوی معنی گروہ کے ہیں اصطلاحاً ایک ملک اور ایک زبان رکھنے والوں کو ایک قوم کہتے ہیں۔ قوم کے معنی کچہری کی لغت میں مذہب ہیں اس قوم کا بادا آدم نرالا ہے۔ کوئی مختصر و مطول لغت موجود نہیں اس لغت کے رو سے بھی چند متحد المذہب افراد کے لیے اقوام لکھنے کی ضرورت نہیں۔ وصف ایک ہے اگرچہ موصوف کئی ہیں صفت ہر ایک فرد سے بغیر صیغہ جمع متعلق ہو سکتی ہے۔ پرانے لالہ لوگ یوں لکھتے تھے: عمرو۔ زید۔ بکر جملہ از قوم مسلمان جب تک گروہ مختلف نہوں اوس وقت تک بجا ہے "اقوام" لکھنا بیکار ہے۔ اسلیے کہ فرد قوم نہیں ہے۔ اگر ہم "قوم" کو اردو دستہ فرض کریں تو اسکی جمع بقاعدہ عربی "اقوام" نہیں بنا سکتے۔ اسلیے کہ اردو میں جمع کے لیے "افعال" کا وزن نہ کبھی تھا نہ آج ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہوگی جیسے ہم کمل کی جمع کمسال اور ڈوم کی جمع اڈوام بنائیں۔ لہذا قوم بمعنی مذہب عربی نہیں ہے اور اسکی جمع "اقوام" بمعنے مذاہب غلط در غلط ہے فقط

موتیا بند یعنے تبصرہ شعر الہند

(تتمہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۳۶ء)

ناسخ مرحوم پر پہلا اعتراض یہ ہے کہ "عموماً خیال بندی کرتے ہیں اور اونکی اکثر نازک خیالیاں کوہ کندن اور کاہ برآوردن کا مصداق ہوتی ہیں" مثلاً ؎

کوئے جاناں میں ہوں پر محروم ہوں دیدار سے
ہائے خفتہ وزن ہیں دیدہ بیدار پر

پہلے کسی مضمون میں ہم "خیال بندی" اور "معاملہ بندی" کی اصطلاح "مکارم نگری" کا ذکر کر چکے ہیں۔ خدا معلوم اس بندے کو یہ بندی چڑیل کہاں سے مل گئی۔ اگر کوئی مروجہ اصطلاح ہوتی تو اعتراض کچھ میں آتا۔ مفہوم شعر کا بالکل صاف ہے جسکا تعلق خیال اور وقوع دونوں سے ہے۔ پاؤں سو جانا یا اونکا سُن ہونا چلنے سے معطل ہو جانا کوئی عجیب اور خیالی بات نہیں۔ پاؤں کی خفتہ زنی کا مطلب بھی صاف ہے کہ بیکار جاگتے اور آنکھیں تکا تے ہو خاک ہوگی لگی ہیں ہو جنکے سے مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوئے جاناں پہونچنے اور دیدار کا لطف اوٹھانے کے واسطے پائے طلب کی قوت درکار ہے۔ یہ نارسائی کا اظہار ہے اور ایک لطیف عنوان سے اظہار ہے۔ خیال بندی کی گنجائش کہاں رہتی ہے۔ اگر اس قسم کے مضامین کا نام خیال بندی اور کوہ کندن و کاہ برآوردن ہے تو کسی ایسے شاعر کا نام لیجیے جسکا کلام اس عیب سے پاک ہو۔ کیونکہ مصنف صاحب (شاعر تو شاعر ہے آسمانی کتابیں بھی ایسی عبارتوں سے خالی نہیں ہیں۔ اعتراض کرنا تو آسان ہے کہیں دیکھا بھالی نہ ہو جائے۔ آپ ہی کے روحانی اوستاد معترض کی ہیں جو پتلی سی بیل میں بڑا سا کدو ملاحظہ فرما کے لگے قدرت پر اعتراض کرنے۔ ہائیں اتنی پتلی بیل اور اتنا بڑا پھل؟ آگے بڑھے تو جامن کا پیڑ ملا اب اعتراض کا دوسرا محل پا گئے۔ لاحول ولا قوۃ یہ کیا بے تکا پن ہے اتنا بڑا درخت اور اتنا سا پھل؟ اتفاقاً کھری نے ایک جامن کتری اور وہ چھوٹ کے حضرت کے دیدوں سے بہا یا گا تھنے سیدھی صدقہ چشم تک پہونچی۔ آہ کر کے بیٹھ گئے اعتراض خود بخود زائل و باطل ہو گیا اگر درخت کی جگہ بیل ہوتی اور بیل کی جگہ درخت اور اسی طرح کدو ٹوٹ کے سر پر باعتبار مجانست گرتا تو مشکل ہوتی۔ منہ سے بے ساختہ نکل ہی گیا "خوب شد کہ بیل شد بود"۔

شاعری کے فن سے نابلد ہونے کی حالت میں اپنے شعرا اور اساتذہ سخن پر نکتہ چینی کرنے کی نامعقول جرأت کی اس وجہ سے آپ کی کتاب بیہودگیوں کی پوٹ ہے۔ اور وہ ہمارے تبصرے کے بعد اہل نظر کے سامنے آپ کو ہمیشہ خفیف کرے گی۔

حکایت سنیئے تو آپ کی سمجھ میں آئے کہ کسی فن سے ناواقفیت ہونے کی حالت میں صاحب فن کی نکتہ چینی کر لینا کتنی خفت و ندامت کا سبب ہے۔

رعایت

بکثرت طالب علم قیمت اودھ پنچ میں رعایت کے خواستگار ہیں ہم خوش ہیں کہ طالب علم مطالعہ اودھ پنچ کا اشتیاق رکھتے ہیں لیکن بعد تحقیق معلوم ہوا کہ طالب علم کے علاوہ دوسرے حضرات بھی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لہذا اگر کسی مدرسہ یا کالج کے ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کی تصدیق کے ساتھ کوئی درخواست تخفیف قیمت کی آئیگی تو صرف طالب علم سے ... ایک ... فقط منیجر

ایک حکیم صاحب کے یہاں اونٹ پلے ہوئے تھے اتفاقاً اونٹ صاحب اپنی لمبی گردن سمیت خربوزے کی فالیز میں جا گھسے اور ایک چھوٹا سا خربوزہ توڑا۔ نوش فرمانے کا ارادہ تھا کہ باڑی کا رکھوالا آ گیا اور لگا ہے دے کرنے۔

جلدی میں اونٹ صاحب نے خربوزہ نگل لیا اس طبع بالجبر سے گردن لمبی تو تھی ہی چوڑی بھی ہو گئی سانس رکی تو گردن جھٹکنے لگے۔ حکیم صاحب کو خبر ہوئی بچارے دوڑے۔ موگری اٹھا کے گردن پر رسید کی۔ بمشکل بڑا نوالہ حلق کے نیچے اترا۔ قضارا حکیم صاحب کے ایک شاگرد کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انکی والدہ کی گردن میں گھینگے کا خربوزہ مدت سے لٹکا ہوا تھا۔ دل میں کہنے لگے لاحول ولا قوۃ اتنا آسان علاج اور ہماری سمجھ میں آج تک نہ آیا۔ ہم بھی بڑے کج فہم ہیں اور ہمارا استاد بھی بخیل بے فیض ہے جسنے اپنے تجربات آج تک پوشیدہ رکھے۔ یہ سوچ کے گھر پہونچے بڑھیا ماں سے کہنے لگے "اماں! اماں! مجھے تمہارے گھینگے کا علاج معلوم ہو گیا ذرا چارپائی پر لیٹو تو" غریب ضعیفہ نے خیال کیا کہ لڑکا حکیم صاحب سے علاج پوچھ کے آیا ہے وہ چت لیٹی صاحبزادے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور تین کے موگری دھم سے رسید کر دی۔ ادھر گھینگے کا بم چٹا اور ادھر آنکھیں اونٹ پلٹ کے بڑی بی نے خدا گنج کی راہ لی۔ خیر بڑی بی تو چل بسیں مگر صاحبزادے کا نام گھینگے والے حکیم پڑ گیا جو دیکھتا اسی نام سے پکارتا یہ بھاگتے وہ چڑھاتا ہوا پیچھے دوڑتا "اجی گھینگا ہے اجی گھینگا لے۔ وہ گھینگا بچا کا جاتا ہے"

جناب مصنف صرف ایک اعتراض کو زیادہ وقیع سمجھتے ہیں جسکے خلاف قدما ناسخ نے سادہ روش کو چھوڑ کر معاصرانہ تازہ اور نغز گوئی قصیدہ طور کو اپنا سرمایہ قرار دیا چنانچہ خود فرماتے ہیں ؎

سب زمینیں ہیں کی جتنی ہیں اے ناسخ
روزبان ریختہ کی وسعتی ہے دیوار تنگی

اس شعر سے کوئی تھوڑی سی عقل رکھنے والا بھی یہ نہیں نکال سکتا کہ ناسخ نے "قصیدہ طور" غزل کہنے کا الزام قبول کر لیا۔ مگر آپ نے "چنانچہ خود فرماتے ہیں" لکھ کے شعر لکھ دیا۔ جو تحقیق علمی ہوتا ہے بند میں مثل ہیں وہ سمجھیں گے کہ وہ تنگی دیوار تنگی۔ روزبان۔ زمینیں جتنیں سب الفاظ "غزل" کے "قصیدہ طور" ہونے کی دلیل ہیں معلوم نہیں کہ "قصیدہ طور" سے مراد کیا ہے۔ مدح و ثنا غزل میں بھی ہوتی ہے قصیدہ میں بھی۔ غزل میں مدح کا تعلق صرف محبوب و مطلوب سے ہوتا ہے قصیدے میں ممدوح کے واسطے معشوق و مطلوب ہونا مشروط نہیں ہے۔ گیارہ شعر سے زیادہ جس غزل میں ہوتے تھے اوسے اگلے شعرا "قصیدہ" خیال کرتے تھے۔ ورنہ مدح حسن و جمال و حال عشق و محبت و ہجر و وصل غزل میں بھی ہوتا ہے قصیدے میں بھی ؎

منم آن سیر زجان گشتہ کہ با تیغ و کفن
بردر خانۂ جلاد غزل خوان رفتم

قصیدے کا شعر ہے اور اسی مطلب کو غالب مرحوم نے غزل میں بھی ادا کیا ہے ؎

آج واں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں
عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاوینگے کیا

"قصیدہ طور" کا اعتراض حضرت مصنف نے مصحفی کے تذکرے سے نقل فرمایا ہے۔ مصحفی نے یہ اعتراض اگلے شعرا کے دستور کی بنا پر کیا تھا کہ گیارہ شعر سے زیادہ غزل میں نہیں کہتے تھے۔ ناسخ نے اس دستور کی پروا نہیں کی۔ یہ اور کسی راستے تھی۔ بغور مطالعہ کرنے والے سے پوشیدہ نہیں ہے کہ جس مضمون کے شعر قصیدے میں ہوتے ہیں اوسی مضمون کے شعر غزل میں بھی ہوتے ہیں اگر کسی میں دم ہو تو وہ ایک دو شعر غزل یا قصیدہ کا پیش کر کے دکھیے مصنف صاحب خواہ مخواہ کے اعتراض اپنی لیاقت جتانے کو کر بیٹھے تو اب تک ناسخ کی تعریف ہی کے پل باندھتے۔ مگر واللہ اس انتخاب میں بھی کئی جگہ یہ نکایت اپنی جھلک دکھا رہا ہے۔ مگر ہمیں کیا پڑی ہے کہ بحث کو طول دیں۔ ہم اس مضمون میں صرف ایسے مطالب پر نظر ڈالنا چاہتے ہیں جنہیں تحقیق سے علاقہ ہے۔

اس باب یا فصل کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوا ہے "۔۔۔ غرض اون کے منتخب کلام میں خواجہ صاحب کی تمام خصوصیات موجود ہیں لیکن یہ تمام پھول خس و خاشاک کے ڈھیر میں اس طرح گم ہو گئے ہیں کہ دنیا اون کے رنگ و بو سے بالکل ناآشنا ہے"

ان سطور میں جناب مصنف نے "امر واقعیہ" کا (جیسا کوئی خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے) اچھا ثبوت پیش فرمایا ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ دنیا تو نہیں مگر آپ باغبان پھولوں کے رنگ سے بھی ناواقف ہیں اور خوشبو سے بھی۔ جو سخن سنج جوہری ہیں وہ کنکر اور موتی میں امتیاز رکھتے ہیں۔ اور بقدر محنت و خوبی داد بھی دیتے ہیں۔

آپ کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آجکل جس طرح خاص سرخیوں اور عنوانوں کے ذیل میں نثر و نظم مضامین لکھے جاتے ہیں اوسی طرح ان شعرا کو تدوین کے وقت مختلف قسم کے اشعار علیحدہ علیحدہ رکھنے لازم تھے ہر ایک نظم کا ایک نام ہوتا مثلاً

(۱) لوح زفاف انگشی ؎

قرۂ بصرہ دو دہ بسر گیں ریاض
بزفاف جم چیاۂ سید اجاگا

(۲) غمزیات ؎

سجدہ رقص کناں باعث تسکین ہوا
وہم پروانہ میں شمع سر جذبات نہیں

(۳) خمریات ؎

عصمت عشق ہوئی سلب کہ جذبہ شوق
رہ گئی دختر ک منتجہ عریان ہو کر

(۴) حریم نیاز ؎

تا نظام ہوتا ہی شمع سر جوش وصال
تھر سینا میں گیا سب ولاے عرفی

(۵) شکوۂ جفا ؎

کیوں خوشی سوزش پنہاں ہوس دردفزا
کہ یہ ہے فانی عشقنا بے باغم شب روز

(۶) شمع و پروانہ ؎

[illegible]

(۷) روح تصوف ؎

[illegible]

باقی آئندہ — راقم [illegible]



خیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است

جان بل: اے کمبخت تم نے یہ کیا کیا! یہ نہیں صفائی کرتے ہیں۔ جواب دے۔ یہ تو نے شیشے نہیں توڑے دل چکنا چور کر دیے۔

چین: ہاں صفائی نہیں تو صفایا سہی۔ یہ سب خود تمہاری بے احتیاطی کا نتیجہ ہے۔ ذرا تحقیقات کرو۔

ماموں سام: (دونوں) انکل کہتا ہے۔ مگر میں بری ہوں۔

ہز ایکسلنسی عزرائیل

بنام

والیان ملک

ایک زمانہ گزرا جب کہ تم لوگوں نے جلالِ الٰہی کی نیت میراث کو چھوڑ دیا کیوں چھوڑ دیا؟ اسلیے کہ تم خدا کی زمین پر اپنی مرضی کا حاکم مقرر کرنا چاہتے تھے۔ اسلیے کہ تم حکومت کو اپنی ہی نسل میں باقی رکھنا چاہتے تھے اسکا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ تمہاری اولاد آپس میں خوب خوب لڑی۔ بھائی بھائی کا دشمن چچا بھتیجے کا مدعی۔ بیٹا باپ کے لہو کا پیاسا۔ کسی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیری گئیں۔ کوئی دریا میں ڈھکیل دیا گیا۔ کسی پر عمارت گرائی گئی۔ کسی کو زہر دیا گیا کوئی عمر بھر قید رہا۔ کوئی تلوار کے گھاٹ اترا۔ کوئی جلتی بلتی آگ کا ایندھن بنا۔ ایک تخت پر دوسرا تختہ تابوت ہو ایک آنکھ میں لہر ہے دوسری آنکھ میں خدا کا قہر جہاں گھی کے گھڑے وہاں تیر چلے۔ یہ مصائب اکثر تو تابعین و متصرفین شخص کی آنکھ بند ہونے پر نازل ہوتے تھے مگر کبھی تابعین و متصرفین شخص کے جیتے جی بھی وارد ہو جاتے تھے۔ بہرحال حکومت تھوڑی سی زمین پر ہو یا بڑے ملک پر رہتی تھی ایک ہی کے قبضے میں۔

دن گزر گئے اختیار سلب ہوئے اور حکومت در حکومت کا زمانہ آ گیا۔ اب تم کبھی کبھی اور شاذ و نادر ہی دانت چبتے نظر آتے ہو جب تمہارے اسلاف نے اپنی خوشی سے منظور کیا تھا اور تمہارے آقاؤں نے تمہارے اسلاف کی درخواست پر اوسکے جاری رکھنے کی اجازت دے دی تھی۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک والیِ ریاست نے چلتے اپنا جانشین تجویز کیا۔ مبارک سلامت کا غل مچا۔ شاعروں نے قصیدے کہے۔ تاریخیں نظم کیں اعلےٰ حکومت کی طرف سے تہنیت کے تار آئے۔ نذریں گزریں۔ چار دن کے بعد ولی عہد صاحب نے چیف سے پاؤں نکالے یا تھیں دوسرے لڑکے کی باتیں زیادہ مرغوب ہوئیں

اب تم الگ ساز کردہ خود پشیمان ہو اور ولی عہد صاحب الگ دست بدعا ہیں۔

"خدایا اس بڈھے بوبک کو جلدی راہ دار البوار دکھا جو میرے "حق" کو غصب کر کے دوسرے کے حوالے کرنا چاہتا ہے کمبخت کسی طرح مرتا نہیں بکتا جو عذاب سے جان چھوٹے۔ چھوٹی رانی اور اوسکے لڑکے پر جان دیتا ہے۔ اور میرے موروثی حق" مجھسے چھیننا چاہتا ہے"

ناراض شدہ والد صاحب کے دوستوں اور نمک خوروں کو مخفی رشوتیں دیجاتی ہیں۔ سازشیں ہوتی ہیں۔ کہ بڑے میاں کو کسی طرح چلتا کرو۔ ایک رتی سودۂ الماس مٹھائی کی ڈلی یا شراب کے جام میں ڈالدو۔ بس نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ لا الٰہ الا اللہ۔ رام رام ست۔ تمہارے کان بھی اوڑتی ہوئی خبریں سنتے ہیں اور تم اپنی جگہ پر دوسری تدبیر اختیار کرتے ہو آج خبر مشہور ہوئی نواب صاحب ریاست پالنکش۔ مہاراجا صاحب باپ مار نگر عنقریب بغرض تفریح انگلستان کا سفر کرنے والے ہیں۔

سیاحت سے ہز ہائنس کا منشا یہ بھی ہے کہ فرزند اصغر کو کسی اچھی تعلیم گاہ میں بھرتی کرا دینا۔

کل اعلان ہوا کہ تعطیلیں بند ہو گئیں۔ جہاز سے معاملت طے ہو گئی راہداری کا پروانہ مل گیا۔ پرسوں تار آیا کہ جہاز پر لدگئے ہفتہ دو ہفتے کے بعد کوچہ مقصود تک پہونچنے اور احرام باندھنے کی اطلاع ہوئی۔ اب وقتاً فوقتاً وزرا کی دعوتیں ہوتی ہیں۔ آج لارڈ ڈنلی سے ہاتھ ملایا کل لیڈی ارل زیرنگ کے ساتھ تاش کی بازی میں عزت پائے پرسوں پانچ لاکھ پونڈ چندہ انجمن بوسہ بازی کے تعمیری فنڈ میں دیا۔ شدہ شدہ معلوم ہوا کہ ہز ہائنس اپنے ولی عہد کے خلاف کچھ کوشش فرما رہے ہیں۔ اخباری کاغذ کے مالک بو سونگھتے دوڑے کچھ ولی عہد معتوب کی سی اوڑانے لگے۔ کچھ ہز ہائنس کے تھا لگی بنے۔ اس جنگ میں جس کا داؤں چل گیا وہی فتح دھرتیم خان۔ الغرض اس کارروائی اور اسی قسم کی دوسری چالوں میں بہت وقت

ضائع ہوا۔ تھوڑی تھوڑی انگلیں جولی۔ سفر کی زحمتیں۔ روپیہ کا نقصان صاحب لوگوں کی خوشامد برآن۔ لہٰذا ادب جانب آپ حضرات کو ایک سہل اور آسان نسخہ بتاتے ہیں یہ تدبیر نہایت موثر ہے کبھی خطا نہیں پڑتی۔ اسمیں کچھ لینا نہ دینا نہ چلنا پھرنا اور چھلانگ کو دنا گھر بیٹھے گھر دن میں میم صاحب کے ساتھ بگر کود کا ناچ ناچا۔ بس جب آدھی رات ادھر ہو آدھی رات اُدھر سوتا سنسار جاگتا یا کہ پروردگار دینا نب کا نام نامی اگر وہ بیٹھے کہ ایک لاکھ مرتبہ تسبیح پڑھیں اور توند پر ہاتھ پھیرتے جائیں تمام مشکلیں حل ہو جائینگی۔ بندہ آتے ہی ناگوار وارث کی روح قرار سہاب دار کو قائم اختیار کر دیگا آپ کو اختیار ہو گا کہ نعش کی اکڑی ہوئی جسم بے جان پر کر کے قبر میں گل حکمت کریں یا سوا من صندل کی لکڑی میں تاؤ دیں بڑی رانی یا بیگم کا والد اکبر چھوٹی رانی یا بیگم کے نور نظر کی صورت میں کایا پلٹ ہو جائیگا یہ بازو تنی بازوں لوٹے کی اکسیر ہے پرانے قانون جانشینی سے چھٹکارا پانے کی یہی تدبیر ہے۔ کسی کی خوشامد درآمد کرے آپ کی بلا۔ عمل مجرب ہے۔ یہ اقرار تو آپ نے ضرور سنی ہوگی کہ ٹونک کے نواب ولی عہد بہادر مرحوم کو اچھا بھلا چھوڑ کے بمبئی کی سمت روانہ ہوئے تھے دل میں یہ تمنا تھی کہ چھوٹے صاحبزادے اس بازی گنجفہ میں ولیعہد بہادر کو خلال دیں۔ اتفاق سے ہنچے بھی اوڑتی اوڑتی خبر سن پائی ادھر وہ بمبئی کی طرف سدھارے ادھر اینجانب نے سارا بکھیڑا ایک لمحہ میں طے کر دیا۔ اب کوئی کہتا ہے کہ کسی نے میدان خالی پاکے ولیعہد بہادر کو زہر دیا کوئی کہتا ہے کہ نہیں دشمنوں نے اونٹی سیفی پڑھوائی مگر یہ سب ہیں بے وقوف۔ بات اسیقدر ہے کہ ہونے والے ولیعہد صاحب پر مجھے ترس آیا۔ بیٹے کو اوٹھا لیا کہ خواہ مخواہ زحمت اوٹھائیں راہ صاف کر دی۔ اور وہ مشکلیں پیدا ہونے دیں جو بھوپال کی والیہ کو پرانے قانون کے توڑنے میں برداشت کرنی پڑیں۔ ابھی یہ تو پہلے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے جتوں کو بے اوٹھا دیا جتوں کو تیر کیا۔ سنہ ہو۔

بنانے دیر لگتی ہو نہ لاوارث کرتے کوئی ذکر ہوتا ہے۔ بھری قدرت و طاقت سے ہر ایک واقف ہے وہ کون سا گھر ہے جہان اینجانب کا گذر نہیں ؎ فقط

راقم خیر خواہ بے اشتباہ ملک الموت
یادم الفوا مین عزرائیل

دوستون کی بے اتفاقی

صاحب ؎ اے میان جاپان ہم تمہارے نیازمندان مین ہین واللہ ہمین یہ گوارا نہین کہ چین تمہارا دیل ہو کے تم پر چوٹ کرے ہائین غضب خدا کا۔ پاؤن کی جوتی سر کو آئی۔ اے تیری شان اے تری قدرت۔ اندھیر ہے غضب ہے جوتی بھی کہے مجھے گھی سے کھاؤ۔ مجھے زیادہ تعجب ماموں جان (امریکہ) سے ہے واللہ بوڑھے ہونے آئے اب تک یہی نہین جانتے کہ دشمنون کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔ نفرت ہو گئی اس بڈھے بوبک بدبخت کی عقل اگر گدھی مین چلی گئی ہے تو کیا غیرت بھی بھون کھائی جیتی تو مشابرابر نہین لگتا ہے اور آپ مین کہ بیترے بدل کے رہ جاتے ہین۔ جو زبان بھی ہلائی تو اسقدر کہ۔ اے دیکھ تو بت چل نکلا ہے۔ ہائین یہ ماموں کی چند یا اور جاپانیون کا ہاتھ۔ ناشدنی تو لوٹ ہو گیا اور مجھکو ابتک تیز نہ آئی۔ دیکھ مین اپنی شرافت کو کیا کرتا ہون۔ نہین تو ابھی کوٹ پتلون اُتار کے تیری طرح ننگا ہو جاتا اور ترکی بہ ترکی جواب دینے لگتا۔

جاپان ؎ بھائی صاحب کیا کیجیے پاس پڑوس کا واسطہ ہے۔ دوسرے اپنے گھر کو بھی تو دیکھنا ہے۔ ایک آفت ہو تو کوئی کہے۔ آپ دیکھیے زلزلون نے الگ کھوپڑی پہ دھار رکھی ہے۔ زمین الگ۔ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے پہ آمادہ ہے۔ کئی برس ہمین آفتون کو جھیلتے گزرے۔ جو کچھ کرینگے ہاتھ پاؤن بچا کے کرینگے۔ ایسا نہ ہو لینے کے دینے پڑین۔ جو کہین زمانہ موافق ہوتا تو پھر آپ کے ڈرانے کا انتظار نہ کرتا۔ کمبخت چین کی چھاتی پہ چڑھ کے دو گھونٹ خون پی لیتا۔ مگر بھائی صاحب وقت بُرا ہو رہا ہے۔ جلدی بیکار ہے اور جلدی کا کام شیطان کا ہے۔

صاحب ؎ اچھا تو معلوم ہوا کہ آپ بھی حق ہمسایہ کا لحاظ پاس کرتے ہین مگر بھائی جان جب آپ نے چین پر پہلے حملہ کیا اور چین کے حصے بخرے ہوئے اور سو وقت کیون سفید ہو گیا تھا؟

ماموں ؎ اجی یہ کیا ناحق کی بات ہے۔ ہمین تجارت سے غرض ہے کسی کے ملک سے کیا واسطہ ہمین اپنے حق کی حفاظت اپنی رعایا کے جان و مال کی حمایت ہمارا فرض ہے چینیون کو اپنے ملک مین حق ہے جس طرح کی حکومت چاہین قائم کرین۔ مین لونڈون کے کہنے مین آنا پسند نہین کرتا۔ تمہاری نیت بے بُری اور نیت کا ثمرہ تمہین ضرور ملے گا۔ خواہ مخواہ (کے تئین) دوسرے ملک پر دانت لگائے بیٹھے ہو۔ مجھے کوئی دھوپ مین تو بال سفید نہین کیے ہین۔ پریسیڈنٹ ولسن گئے جو تم سے میل کیا گئے تھے۔ اب وہ زمانہ بہت دور ہے آخر کیون اڑون۔ ہٹاؤ۔ !

صاحب ؎ بس حد ہو گئی۔ اب دنیا مین کوئی کسکا اعتبار کرے۔ ہائے رے خبیث ماموں کی لِسی کِیا۔ مجھے تو ایک عورت ذات عزیزہ اطالیہ خانم زیادہ جانثار ہین واللہ مردی کا ہم ہی تمام رہ گیا ہے فقط

راقم

یارا غبار ہو گئے افسوس یہ زمانے کا انقلاب ہوا

مختصرات

دیل مین کفرۃ النمرود سنتے ہین کہ ترکی بھائی کیا نابھوسی جوڑ توڑ کرنے اور سُن گُن لینے گئے ابعد شرافت توثیق صاحب جنرل ایجنٹ عرب کی طرف دم کی لنگوٹی کس گئے اور چلتے چلتے مسلمانون سے کہتے گئے کہ مذہب کی محبت سے زیادہ ملک کی محبت ضروری ہے۔ بات ہے مجرب اور ٹکا آئے دل نعمت سلے بھی اسی پر عمل کیا اور کامیاب بھی ہوئے اب ان لوگون کو زمین گریبان مین منہ ڈال چاہیے جو خود عقیدت توثیق صاحب کی نصیحت پر عمل نہین کرتے۔ وہ اسے بہ توفیقی ترجیح سمجھ رہے ہین کہ دہی ہے [illegible]

لیدر گرگ شراف مین بن ہو رہ زمانہ کی ایک شین ایجاد کی ہے مرے ہوئے پرانی کی آزمائش کی گئی تو کن بنا شاہ ہو گیا مگر ہو نکنے کی وجہ سے عمل ناقص ہا اور تھوڑی دیر دنیا کی ہوا کھانے کے بعد شاہ صاحب پھر ملک الموت کی آغوش مین چلے گئے۔ ہم کہتے ہین کہ اس ڈاکٹر نے بے چارہ سلوں پر امتحان کیون نہ کیا جو ملازمت کے ساتھ عمل کمل رہتا اور بھونکنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ لاحول ولاقوۃ بدبخت نے بھونک بھونک کے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔

سنتے مین کہ ایک کابوری حلوائی صاحب بنجاس کے لڈو بنانے بنانے جنسل بناس کے لڈو بھی بنانے لگے ان لڈوون نے زور جو باندھا تو دنگا ہو چلے حلوائی صاحب کے تلوّے سے برج بارے و دوسرے سر ہو گئے مکان کی چھت ہوا سے آسمان مین زخمی ہوئی مگر حلوائی صاحب غریب کے ذریعہ سے ترت بچا گئین۔ حلوائی صاحب نے یہ بوڑھ کے لڈو دوسرون کے واسطے تیار کیے تھے اب خود ہی نوش فرمائے معلوم نہین پچھتائے بھی یا نہین۔

سمن لغرض قرار داد امور تنقیح طلب

[illegible]

بنام

[illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

یعنی ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائگی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا اُنکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم باجہ وغیرہ کی مدد سے کام نکال سکتے ہین اُنکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نازبھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی باقی جلد [illegible] بہر حال خریدیے۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ